ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

قطعہ نگاری کا فن

Majid Mushtaq

Lecturer, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Ali Raza

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Muhammad Asif

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Urdu poetry having a long history; from the early era, poets expressed their poetic views in different structural form; Nazm, Ghazl, Masnavi etc. Among these forms Qita Nigari (قطعہ نگاری)is a common form in the poerty. Poets in urdu literature used this form. In this article make an effort to present the history of this form (Qita Nigari) briefly. This article will help the students of urdu literature to understand this form as well as its uses in the past and present poetry. It will aslo help to understand this poetic form with its importance.

خیالات وجذبات کے اظہار کے لیے زبان و ادب کا سہارا لینا پڑتا ہے۔اپنے خیالات کے اظہار کے لیے ''اردو ادب'' میں دو چیزیں شامل ہیں اول تو نثر اور دوسرا نظم۔انھیں پر اردو ادب کا انحصار ہے۔ نظم کے حوالے سے اردو میں میدان بہت وسیع ہے۔اردو میں ان گنت اصنافِ نظم ہیں۔اور بے شمار ایسی اصناف نظم بھی ہیں جن میں اب شعر نہیں کہا جارہا۔اور جدیدیت کے زیرِ سایہ نئ نظمیں بھی سامنے آئی ہیں جن میں آزاد نظم، ترکیب بند، ترجیع بند، نظم معرٰی قابل ذکر ہیں۔

ابتداء میں قطعہ کو الگ سے اصنافِ نظم میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ مختلف لوگوں کے مختلف خیالات تھے جن میں کوئی قطعہ کہ الگ نظم تصور کرتا، تو کوئی اس سے انکار مثال کے طور پر شیمم احمد قطعہ کو الگ صنف ماننے سے انکاری رہے، مگر دوسرے طرف ہمیں امام اثر کی صورت میں قطعہ کی حمایت کہ قطعہ نگاری اصناف نظم میں سے ہے اور اس کا مقام و مرتبہ معنویت کے لحاظ کے غزل و قصیدہ کے باقی اشعار سے ہٹ کر ہے اس بات پر متفق نظر آئے۔

قطعہ نگاری اصناف نظم میں اپنی اہمیت کہ آپ حامل ہے۔قطعہ میں تمام شعراء نے طبع آزمائی کی۔ کسی نے کم تو کسی نے اس میں زہادہ کام کیا۔ قطعہ کو ہم قصیدہ یا غزل کا ٹکڑا کہ سکتے ہیں مگر اس کے باوجود قطعہ الگ سے صنف سخن ہے۔

قطعہ نگاری کے لغوی معنی

مختلف لغات میں قطعہ کے معنی دیکھیے جہاں سے ہم ''قطعہ'' کے لغوی سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ فرہنگ آصفیہ میں ''قطعہ'' کے لغوی معنی ہیں:

''ٹکڑا، پارہ، جزو، حصہ، بھاگ۔'' (۱)

عربی کی مشہور لغت ''المنجد'' میں قطعہ کے بارے میں یوں لکھا ہے:

''قطعہ یقطع وقطعا، قطعاً الشی جزا بانتہ وفصلۃ الطلاۃ الطلاھا'' (۲)

فارسی کی مشہور لغت ''فرہنگ فارسی امروز'' میں لکھا ہے:

''قطعہ، قطعات پارہ ای یک چیز (سہ چوبی کاغذ) شعرے باح تا ۲ بیت بر یک وزن، قافیہ کہ بر خلافِ قصدہ و غزل، مصرع

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

اقل مطلع آں پا مصرع

دوم ہم قافیہ نیست و معمولاً برای بیان حکایت، طنز، شکایت و نزکمان رو بر بس۔'' (۳)

کشوری لغات میں ''قطعہ'' معنی کچھ اس طرح لکھے ہیں:

''ہر چیز کا ٹکڑا، جزو، حصہ، زمین کا ٹکڑا۔'' (۴)

شان الحق حقی ''فرہنگِ تلفظ'' میں قطعہ کے معنی یوں لکھتے ہیں:

''قطعہ کس ق سک ط فت، ہ غم۔ آمد ٹکڑا، جزو، زمیں کا کوئی ٹکڑا دو بیتوں کا مجموعہ چند ہم قافیہ اشعار کا مجموعہ ہو۔'' (۵)

اسی طرح اگر ہم "فرہنگ ادب'' میں قطعہ کے لغوی معنی ہیں تو یہ ملتے ہیں:

'' کاٹا ہوا دعا غزل میں معمول کے طور پر سارے شہر آزاد ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی شاعر غزل کے درمیان دو تین متصل اشعار ایسے لاتا ہے جو مل کر کوئی مضمون بناتے ہیں اشعار کے مجموعے کو کہتے ہیں گو یا وہ باقی غزل سے کٹا ہوا ہے۔'' (۶)

تمام تر لغات میں قطعہ کے معنی ایک سے ہیں ''کلاسکی ادب''میں قطعہ کے معنی و تعریف ان الفاظ میں ملتی ہے:

'' قطعہ کسی چیز کا ٹکڑا، زمین کا حصہ ٹکڑا، میدا ننگی طرف نکلا۔۔۔۔ایک قطعہ بہار کا نظر آیا کہ جیدھر نگاہ جاتی تھی، کوسوں تلک سبز اور پھولوں سے لال زمین نظر آتی تھی۔۔۔ باغ 194یعنی زمین کا ایک ایسا ٹکڑا نظر آیا، دو یا دو سے زیادہ اشعار کا مجموعہ جو مطلع کے ساتھ ہو یا مطلع کے بغیر ہوں اور مضمون میں سب شعر ایک دوسرے سے باہم تعلق رکھتے ہوں یہ کبھی غزل کا حصہ بھی ہوتے ہیں انہیں قطعہ بند شعر بھی کہا جاتا ہے۔ قطعہ میں کم سے کم دو شعر ہوتے ہیں۔''(۷)

''مختصر اردو لغت''میں قطع کے معنی یہ ہیں:

''قطعہ مذکر ٹکڑا، اراضی کا جزو، حصہ، پرزا، پرچا دو یا اس سے زیادہ ابیات جو مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متعلق ہوں، خوش نویسوں کا لکھا ہوا قطعہ۔''(۸)

اصطلاح میں قطعہ

غزل میں دو یا دو سے ذائد اشعار کو قطعہ کہتے ہیں۔ جس میں کوئی مضمون یا خیال تسلسل کے ساتھ ہو پیش کیا گیا ہو۔ یا یوں کہیے کہ غزل یا قصیدہ کا ایسا ٹکڑا جو دو یا دو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہو اور ان اشعار میں خیال یا بات کسی ایک موضوع پر ہو قطعہ کہلاتا ہے۔ غزل یا جہاں ہر شعر الگ سے اپنے مفاہیم رکھتا ہے ایسے ہی غزل میں کئی دفعہ دو یا اس سے زیادہ اشعار میں ایک ہی خیال کے گرد گھومنے والے اشعار شاعر کہتا ہے۔ اردو نظم میں اسی انداز کو قطعہ کہتے ہیں۔ شمیم احمد لکھتے ہیں:

''قطعہ موضوعاتی سطح پر ہم قطعہ کو صنف سخن نہیں کہہ سکتے۔ اس کی ہیئت بھی کوئی زیادہ منفرد نہیں یہ غزل یا قصیدہ کی طرح ہے۔'' (۹)

''کاشف الحقائق'' کے مصنف ''امداد اثر'' نے قطعہ کو الگ صنف بتایا ہے۔ آپ قطعی کے ساتھ اسے کو نہیں ملاتے بلکہ آپ کی نظر میں قطعہ کا الگ سے مقام و مرتبہ ہے۔ ایک جگہ قطعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''قطعہ، عروضی ترکیب اس صنفِ شاعرے کی وہی ہے جو قصیدہ لی ہے۔'' (۱۰)

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ نے تاریخ ادب اردو میں لکھا ہے:

''قطعہ جس کے لغوی معنی ٹکڑے کے ہیں۔ اور اس کو کسی قصیدے یا غزل کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے تعداد اشعار کم سے کم دو اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں پہلے دو مصروں کے لیے ہم قافیہ ہونا ضروری نہیں لیکن اشعار میں قافیہ کی پابندی لازمی ہے۔''(۱۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

قطعہ میں مخصوص بحر کا ہونا لازم نہیں ہے۔اس بات پر زیادہ تر محققین متفق ہیں اس بات پر بحث ہے کہ قطعہ میں مخصوص بحر کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔یہ رائے ملتی کہ قطعہ میں کسی بھی متعین بحر کا یا اوزان کا ہونا لازم نہیں کسی بھی بحر میں قطعہ کہا جاسکتا ہے۔فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

''اگرچہ قطعہ کے لیے اہل عروض و قواعد نے یہ شرط لگائی ہے کہ اس کے پہلے مصرع میں قافیہ نہیں آتا لیکن عملی طور پر یہ پابندی ضروری خیال نہیں کی گئی اس لیے کہ بعض علماء شعراء نے دوسرا شعر مقفٰی کو بھی قطعہ نام دیا ہے۔''(۱۲)

قطعہ نگاری کی روایت

قطعات لکھنے کا آغاز امیر خسروؔ سے ہو گیا تھا۔آہستہ آہستہ دکن میں قطعہ کہا جانے لگا جن میں قلی قطب، غواصی اور ولی شامل تھے۔مگر ان کے ہاں قطعات کی تعداد کم ہے نا ملنے کے بابر کہہ سکتے ہیں۔شمالی ہند میں والی کی آمد کے ساتھ ساتھ فائز، جعفر زٹلی، شاکر ناجی قابل ذکر ہیں۔یہ سلسلہ چلتا ہوا غالب تک پہنچا پھر حالی، شبلی سوانے قطعات کہے۔ منظوم کلام کا آغاز ایران میں فارسی سے ہوا:

''منظوم کلام کا آغاز ایران میں تیسری صدی عیسوی میں ترکستان کے شہرت تورمان میں مانویوں کی تحریروں کا نمونہ ملا تھا۔جو پہلوی زبان میں تھا۔'' (۱۳)

فارسی کے اہم قطعہ گو شاعر حنظلہ بادغیسی تھا ان کا دور عبداللہ بن طاہر کی حکومت کا تھا۔اس وقت وہ نیشاپور رہتا تھا۔حنظلہ صاحب صاحب دیوان شاعر تھے ان کا ایک قطعہ ملاحظہ کیجیے:

مہتری گر بکام شیر دراست
شو خطہ کن شیر بجوئی

یا بزرگی و غز ونعمت و جاہ
یا چوں مردانت مرگ رویاری(۱۴)

حنظلہ کے بعد صفاری، فیروز مشرقی، عمر بن لبث ایک عہد کے قطعی نگار ہیں۔ اس کے بعد سامانیہ دور کا آغاز ہوتا ہے۔اس عہد کے مشہور شاعر عمروضی سمر قندی، ابوالعباس، ابوالمثل، ابو اسحاق جو باری ابوالحسن، رودکی، مرادی قابل ذکر ہیں۔بعد ازاں امیر خسروؔ، شیخ سعدی کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ان کا ایک قطعہ ملاحظہ کیجیے:

بس دست دعا بر آسمان بود
تا پای بر آمدت بہ تنگی
ای گرگ نہ گفت کہ روزی
ناگہ سر افندی پلنگی (۱۵)

ان کے علاوہ مرزا غالب نے بھی قطعہ نگاری میں طبع آزمائی کی ہے۔غالب نے غزل میں مقام و مرتبہ حاصل کیا ہے۔ان کا ایک قطعہ دیکھیے:

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انکار
ساقی و مغنی و شرابی و سرودی
زنہار ازاں قوم بناشی کہ فریبند
حق را بہ سجودی و نبی را بہ ورودی (۱۶)

اردو میں قطعہ نگاری

قطعہ نگاری کی اہمیت سے انکار ہرگز ممکن نہیں ہے۔قطعہ عربی سے ہوتا ہوا فارسی اور اسی طرح اردو میں شامل ہوا یعنی قطعہ کی ابتداء ہمیں عربی ادب مین ملتی ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ فارسی مین پناہ ڈھونڈ لیتی ہے اور فارسی کی مدد سے یہ اردو مین داخل ہوئی۔ہوں یہ نظم اردو شاعری کا حصہ بنی، اردو شاعے کا سہرا امیر خسروؔ نے مسعود سعد سلمانؔ کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

سربانڈھا ہے، مگر ناقدین نے مسعود سعد سلمان کی جگہ امیر خسروؔ کو ابتدائی قطعہ گو شاعر کہا ہے، یاد رہے کہ حضرت امیر خسروؔ فارسی زبان کے نامور شاعر تھے۔انھوں نے اردو اور ہندی کی آمیزش سے اپنے کلام کو مزین کیا۔ سلطان غیاث الدین صدر تھے۔ آپ نے امیر خسروؔ کا نام ملک کے اہم شعراء میں شامل کروایا۔امیر خسروؔ نے کیا خوب کہا:

زر گر پسرے چو ماہ پا را
کچھ گھڑیئے سنواریئے پکارا
نقد دل من گرفت و بشکست
پھر کچھ نہ گرا نہ سنوارا(۱۷)

دکنی ادب میں قطعی نگاری کے حوالے سے بہت سے شعراء کا نام ملتا ہے۔نصیر الدین ہاشمی کی تحقیق ہے کہ دکنی اردو میں جس نے شعر کہے وہ خواجہ بندہ نواز گیسودراز سید محمد حسینی گیسودراز ہیں۔نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''صنف شاعری کے تعداد اقسام مثلاً مثنوی، قصیدہ، غزل،، مخمس، رباعی، اور قطعہ مین انھوں نے طبع آزمائی کی اور اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔،، (۱۸)

اس کے ساتھ ساتھ قلی قطب شاہ کا نام قابل ذکر ہیں۔آپ نے بھی قطعات کہے ہیں۔دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ آپ کے ہاں قطعہ نگاری کا فن بھی ملتا ہے۔ایک قطعہ دیکھیے جس میں محبوب کے حسن و جمال کا کیا خوب نقشہ کھینچا گیا ہے۔جس میں محبوب کے اوصاف کا خیال ملتا ہے۔کیا خوب قطعہ ہے ملاحظہ کیجیے:

لال ادھر لال لا آدھار کرو
وو ادھر لا آدھار کرو
مکھ لال ملا ادھر کمل لال کرو
ادھر اودھر آہار کرو(۱۹)

قلی کے بعد نصرتی، ایمان جن کا اصل نام شبیر محمد خان تھا اٹھارویں صدی کے نادر شاعر تھے۔اسد علی خان تمناؔ، احسن الدین خان بیانؔ، احمد مرزا، نیاز، اس عہد کا معتبر حوالہ ہیں۔

شمالی ہند کے اہم قطعہ نگار

شمالی ہند کے چند اہم قطعی نگاروں میں امیر خسروؔ، ولیؔ سراج الدین خان آرزوؔ، قزلباش خاں امیدؔ، اسد یار خاں انشاںؔ، مرزا عبدالقادر بیدل، اشرف علی خاں پیام اور جعفر زٹلی مشہور قطعات نگار ہیں۔

جدید قطعہ نگار

جدید لکھنے والوں میں جگر مرادآبادی، جوش ملیح آبادی، علی اختر، تلوک چند محروم، عظمت اللہ خان، سیماب اکبر آبادی، حفیظ جالندھری، روشن صدیقی، ساغر صدیقی، فانی بدایونی، فیض، احمد ندیم قاسمی، احسان دانش، اختر انصاری، فراز جون ایلیا، فراز، احمد فراز، محسن نقوی، پروین شاکر بشیر بدر کے قطعات نمایاں ہیں۔

فارسی زبان میں بھی قطعات لکھنے کا رواج تھا۔فارسی میں انوری، سعدی، اور ابن یمین کے قطعات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔اردو شاعری کے ابتدائی دور میں ہر شاعر سوداؔ، میر حسنؔ، میرؔ، مصحفیؔ، نے قطعہ کہا۔نظیر اکبر آبادی کو بھی قطعات سے لگاؤ تھا۔انھوں نے خاصے طویل قطعات کہے ہیں:

کہا یہ دل نے مجھے ایک دن کہ باغ کو دیکھ
ذرا تو چل کے گلستان کو شبِ چراغ کو دیکھ
جوں ہی گیا میں چمن میں تو دل ہوا خرام
گلوں کے حسن کو اور ناز اور دماغ دیکھ

که اس میں آیا نظر مجھ کو اکگل لالہ
میں شاد اِس کے ہوا عیش بافراغ کو دیکھ
یکایک اس نے کہا تو نگہ نہ کر مجھ پر
نہ میرے بادہ ء شبنم سے پر ایاغ کو دیکھ
نہ میری دیکھ تو سبزی نہ رنگ سرخ نظیرؔ
ہے درد مندا گر تو تو میرے داغ کو دیکھ (۲۰)

قطعی(ق)لغوی معنی ہے ''ٹکڑا'' ، ''جزو'' اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں کوئی خیال یا واقعہ مسلسل بیان کیا گیا ہو۔ قطعے میں مطلع کی موجودگی ضروری نہیں۔ قطعے میں ہر شعر کے دوسرے مصرع میں قافیہ کی پابندی لازمی ہے۔ نوراللغات میں قطعہ کا لفظی مطلب ہے:

''دو بیتوں یا اس سے زیادہ کو جو مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے کے متعلق ہوں قطعہ کہلاتا ہے۔ قطعہ دو شعر سے کم کا نہیں ہوتا۔ مطلع اور اخیر مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ قطعہ کے پہلے مصرع میں قافیہ لانا معیوب ہے۔ وطعی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ غزل یا قصیدہ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اگر مطلع دور کر دیا جائے۔'' (۱۶)

مولوی نجم الغنی کے مطابق اب غزل میں بھی قطعات پائے جاتے ہیں مگر متقدمین کے نزدیک غزل میں قطعی لکھنا معیوب تھا۔ شعرا نے شعروں کی تعداد قطعہ میں دوبیت سے لے کر ایک سو ستر مقرر کی ہے جو لوگ قصیدہِ مختصر کو قطعہ کہتے ہیں۔ قطعہ کے لیے کوئی موضوع مقرر نہیں ہوتا۔ قطعہ نگاری ہر طرح کے واقعات و بیانات و خیالات اور احساسات و جزبات کو نظر کر سکتا ہے۔ نگر شرط ہے ہے کہ اشعار میں معنویت موجود ہو۔ معنی سے بھر پور ہو اس صورت سے قطعہ کا اصل مفہوم واضح پوتا ہے۔ قطع میں قافیہ سے تو کام لیا جاتا ہے مگر ردیف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے خواجہ، حمدزکریا لکھتے ہیں:

''قطعات میں ردیف کا استعمال شاذ ہے کیوں کہ ردیف خصوصاً لمبی ردیف مسلسل گوئی کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔''(۲۳)

قطعہ کے تمام اشعار معنوی اکائی موجود ہو گی یعنی ان میں معنویت لازمی ہو گی اس صورت میں قطعہ کا اصل پورا ہوتا ہے اگر اس کے علاوہ قطعہ کے اشعار میں معنی کے لحاظ سے تعلق نہ ہوا تو وہ قطعہ ہر گرنہ ہو گا۔ اسمیں مضمون کا متحد ہونا لازم ہے اس کے سوا کوئی درا راستہ نہیں نکلتا۔ اشعار کے آغاز سے اختتام تک معنی کا تسلسل ٹوٹ نہیں چاہیے۔

قطعات کا دامن بے حد وسیع ہے اس میدان میں وسعت شمار نہین ہو سکتا۔ قطعہ میں موضوع کی کوئی قید نہیں ہے۔ اہم موضوعات میں سے مداح، وستائش، شکر وسپاس، طنز و مزاح، اخلاق و حکمت، سیاست و معیشت، نوحہ وماتم غرضیکہ ہر طرح کے مضامین کی گنجائش موجود ہے۔ مطعہ میں بتدریج یعنی ارتقا موجود ہوتا ہے۔ حفیظ صدیقی قطعے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''قطعہ میں ہر شعر کا ایک مفہوم کا ٹکڑا بیان کرتا ہے اور وہی ٹکڑا بیان کرتا ہے۔ جو مفہوم کے تدریجی ارتقا میں اس کا حصہ ہے۔ اس لیے قطعہ کے اشعار میں ربط و تسلسل، غزل مسلسل کے مقابلے میں زیادہ گہرا اور ناگزیر ہوتا ہے۔'' (۲۴)

ان شعراءم کے علاوہ حالی، شبلی، اکبر، اقبال، ظفر علی خان، جوش، احسان دانش، احمد ندیم قاسمی اور فیض احمد فیض کے قطعات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے ۔ سن کے علاوہ متعدد ایسے شاعر ہیں جنھوں نے قطعہ کہنے میں طبع آزمائی کی ہے۔ اور ان کے قطعات اپنی مثال ہیں۔ فیض کا ایک قطعہ دیکھیے:

پھر حشر کے ساماں ہوئے ایوانِ ہوس میں
بیٹھے ہیں ذوی العدل گنہگار کھڑے ہیں
ہاں جرمِ وفا دیکھیے کس کس پہ ہے ثابت
وہ سارے خطا کار سردار کھڑتے ہیں (۲۵)

اردو شاعری کا درخشاں ستارا جو اپنی مثال آپ ہے۔ جس نے اردو شاعری کو حسن عطا کیا۔ فراز کا شمار اردو کے نامور شعراء میں ہوتا ہے۔ یہ عہد احمد فراز کا عہد ہے۔ جن

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

کے اشعار زبان زدِ عام ہیں۔آپ نے غزل میں وہ رنگ بکھیرے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔احمد فراز کا ایک قطعہ ملاحظہ کیجیے:

یوسف نہ تھے مگر سرِ بازار آ گئے
خوش فہمیاں یہ تھیں کہ خریدار آ گئے
آواز دے کے زندگی ہر بار چھپ گئی
ہم ایسے سادہ دل تھے کہ ہر بار آ گئے(۲۶)

منفرد لہجے کا شاعر جون ایلیا جنھوں نے غزل میں اپنی غزلیات کی بدولت اردو شاعری میں اپنا نام بنایا۔جون ایلیا جس بھی مشاعرے کا رخ کرتے اپنی پہچان چھوڑ جاتے۔جون ایلیا نے غزل کے میدان میں تو نام کمایا ہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اچھے اور خوبصورت قطعات بھی کہے ہیں۔ ان کے چند قطعات ملاحظہ کیجیے:

شرم دہشت جھجک پریشانی
ناز سے کام کیوں نہیں لیتیں
آپ وہ جی مگر یہ سب کیا ہے
تم میرا نام کیوں نہیں لیتی(۲۷)

عاشق محبوب کے دیے ہوئے غمھوں کے ساتھ ساتھ اپنی محبت کو تازہ رکھتا ہے۔اس کے لیے محبوب کے غم ہی کل کائنات ہوتے ہیں۔ایک عاشق کے لیے اس کی زندگی کی جمع پونجی محبوب کی طرف سے ملنے والی نوازشات ہیں چاہے وہ گم کی صورت ہوں یا چاہت، محبوب کی ترف سے دیے ہوئے غم ہی اس کے لیے سب کچھ ہوتے ہیں وہ ان کے آرام سے چڑ جاتا ہے اسیس کیفیت کو جون صاحب نے اپنے اس قطعہ میں بیان کیا ہے۔ جس میں جون ایلیا کے درد کی کیفیت اس سے ملتی ہے :

چارہ سازوں کی چارہ سازی سے
درد بدنام تو نہیں ہو گا
ہاں دوا دو مگر یہ بتلا دو
مجھ کو آرام تو نہیں ہو گا(۲۸)

جو رعنائی نظر آتی ہے اس کے پیچھے روپے پیسہ ہے اگر زر نہ ہو تو یہی لوگ مفلسی کی زد میں ہوں اور ان کے پاس امیرانہ سہولیات نہ ہوں تو وہ رعنائی جو آنکھوں کے لیے لیے دیدہ زیب بنی ہے نظر نہ آئی گی۔اس قطعہ میں جون نے ان لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے۔یہاں جون اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کی یہ دکھائی دینے اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی خوبصورتی محض مال و زر کی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں مال کے سہارے جو لوگ ہیں یہی اگر مفلسی کی چکی میں پستے تو جانتے ہیں جون کا ایک قطعہ ہے:

جو رعنائی نگاہوں کے لیے فردوس جلوہ ہے
لباس مفلسی میں کتنی بے قیمت نظر آتی
یہاں تو جاذبیت بھی ہے دولت ہی کی پروردہ
یہ لڑکی فاقہ کش ہوتی تو بدصورت نظر آتی(۲۹)

اردو شاعری کا خوبصورت پھول محسن نقوی ، لفظوں کے ساحر اردو کا معتبر حوالی۔آپ نے زیادہ کلام نہ لکھا مگر جتنا لکھا خوب لکھا جس کی وجہ سے آپ کی غزلیات مشہور و معروف ہیں۔ محسن نقوہ نے بھی قطعہ نگاری خوب کی ہے۔ان کا ایک قطعہ دیکھیے:

اشک اپنا کہ تمہارا نہیں دیکھا جاتا
ابر کی زد میں ستارا نہیں دیکھا جاتا
تیرے چہرے کی کشش تھی کہ پلٹ کر دیکھا
ورنہ سورج تو دوبارہ نہیں دیکھا جاتا(۳۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

میرؔ کے بعد اگر کسی شاعر کے ہاں درد و غم کی کیفیت ملتی ہے تو وہ ناصر کاظمی ہیں جنہوں نے غزلوں کا سہارا لے کر اپنا نام حاص کیا۔ ناصر کے ہاں سہل ممتنع کا خوب استعمال ملتا ہے ۔ اردو شاعری کا معتبر حوالہ ناصر کاظمی ان کے ہاں بھی قطع نگاری کا سلسلہ نظر آتا ہے ایک قطعہ ملاحظہ ہو:

ناصرؔ کیا کہتا پھرتا ہے کچھ نہ سنو تو بہتر ہے
دیوانہ ہے دیوانے کے منہ نہ لگو تو بہتر ہے
کپڑے بدل کر بال بنا کر کہاں چلے ہو کس کے لیے
رات بہت کالی ہے ناصر گھر میں رہو تو بہتر ہے (۳۱)

اردو قطعہ نگاری کے ادوار اور کے اہم شعرا کے نام

اردو میں قطعہ نگاری کے پانچ ادوار ہیں۔ پہلا دکنی دور ہے۔ جس کی نمائندگی اشرف بیانی، بندہ نواز گیسو دراز، علی عادل شاہ ثانی، قلی قطب شاہ، نسرتی، غواصی، وجہی اور ولی کر رہے ہیں۔

دوسرا دور شمالی ہند مین والی کی آمد کا ہے۔ جس کی نمائندگی جعفر زٹلی، فائز، محمد شاکر ناجی، مصطفی خاں یکرنگ، شعف الدین علی خاں پیام، آبرو اور آرزو کر رہے تھے۔

تیسرا دور میر کا دور ہے۔ چوتھا دور حالی اور آزاد کا دور ہے۔ پانچوان دور اختر انصاری کا دور ہے۔

قطعہ اور رباعی

قطعہ اور رباعی میں می میں عموماً دو اشعار ملتے ہیں، تو بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کی دونوں ایک ہی ہیں ایسا ہر گز نہیں رباعی کے ہمیشہ چار مصرے ہی رہین گے جبکہ قطعہ کے کم سے کم چار مصرع ہوتے ہیں۔ رباعی مخصوص اوان کے تحت کہی جاتی، اس قید سے باہر اس کے آنا ممکن نہین ہے، جبکہ قطعہ میں کسی قسم کی اوزان یا بحر کی پابندی نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ خیال غلط ہے کہ رباعی اور قطعہ ایک ہیں۔ دونوں اصنافِ نظم میں شامل ہیں۔ دونوں میں موضوع کی بھی قید نہیں کسی بھی موضوع کے تحت رباعی یا قطعہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء، ص1479
2۔ سعد حسن، خان، مولانا، المنجد، الہ آباد: مکتبہ مصطفانیہ، 1974ء، ص920
3۔ غلام حسین، شیخ، فرہنگِ فارسی امروز، تہران: دانش گاہ، 1981ء، ص 863
4۔ تصدق حسین، سید، لغات کشوری، لکھنؤ: نول کشور پریس، 1964ء، ص563
5۔ شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ، اسلام آباد: عمیر پبلشرز، 1995ء، ص745
6۔ سرسوتی سرن کیف، فرہنگ ادب، دہلی: اے۔ کے آفسٹ، 2004ء، ص215
7۔ رشید حسن، خان، کلاسکی ادب کی فرہنگ، جلد اوّل، دہلی: ثمر آفسٹ، 2013ء، ص602
8۔ جواد حسن، رضوی، مختصر اردو لغت، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء، ص714
9۔ شمیم احمد، ڈاکٹر، ورس ابلاغ، دہلی: میکاف آفسٹ پریش، 1997ء، ص147
10۔ امام اثر، سید، ڈاکٹر وہاب اشرفی، کاشف الحقائق، دہلی: جے۔ کے آفسٹ پرنٹرس، 1992ء، ص529
11۔ رام بابو سکسینہ، تاریخِ ادب اردو، لکھنؤ: 1552ء، ص13
12۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شاعرے کا فنی ارتقاء، دہلی: عقیف آفسٹ پرنٹرس، 2008ء، ص411
13۔ رصازادہ شفق، ڈاکٹر، تاریخِ ادبیات، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء، ص1479
14۔ حنظلہ باد غیسی، قطعات، الہ آباد: الہ آباد پریس خانہ، 1962ء، ص4
15۔ مصلح الدین، شیخ، سعدی، قطعات سعدی، دہلی: غالب اکیڈمی، 1963ء، ص65
16۔ اسد اللہ، مرزا، خاں، غالب، دیوانِ غالب فارسی، الہ آباد: ہمدرد پریس، 1972ء، ص506

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

17۔ امیر خسرو، دیوانِ کامل، تہران: بین الحرمین پبلشرز، 1907ء، 450
18۔ نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، لکھنؤ: اردو نسیم بک ڈپو، سالِ اشاعت (ن م)، ص 317
19۔ قلی قطب شاہ، انتخابِ کلام قلی قطب شاہ، اترپردیش: اردو اکیڈمی، 1989ء، ص 433
20۔ اکبر الہ آبادی، قطعات ور باعیات اکبر، دہلی: انجمن ترقی اردو پریس، 1952ء، ص 303
21۔ نور الحسن، نیر، نور الغات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1989ء ص 820
22۔ محمد نجم الغنی، مولوی، بحر الفصاحت، جلد اوّل، لاہور: مقبول اکیڈمی، 1988ء، ص 112
23۔ محمد زکریا، خواجہ، اردو کی قدیم اصنافِ شعر، لاہور: لاہور اکیڈمی، سال اشاعت (ن م)، ص 3
24۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، اصنافِ ادب، لاہور: سنگت پبلیشرز، 2012ء، ص 6
25۔ فیض احمد، فیض، دست صبا، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، 1986ء، ص 36
26۔ احمد، فراز، جاناں جاناں، لکھنؤ: نصرت پبلشرز، 2002ء، ص 136
27۔ ایلیا، جون، شاید، کراچی: ایلیا اکادمی، 1991ء، ص 287
28۔ ایضاً، ص 292
29۔ ایضاً، ص 301
30۔ محسن، نقوی، برگ صحرا، لاہور: ماورا بکس، 1985ء، ص 139
31۔ کاظمی، ناصر، برگ نے، دہلی: شان ہند پبلی کیشن، 1990ء، ص 126

کتابیات

1۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء
2۔ احمد، فراز، جاناں جاناں، لکھنؤ: نصرت پبلیشرز، 2002ء
3۔ اسد اللہ، مرزا، خاں، غالب، دیوانِ غالب فارسی، الہ آباد: ہمدرد پریس، 1972ء
4۔ اکبر الہ آبادی، قطعات ور باعیات اکبر، دہلی: انجمن ترقی اردو پریس، 1952ء
5۔ امام اثر، سید، ڈاکٹر وہاب اشرفی، کاشف الحقائق، دہلی: جے۔ کے آفسٹ پرنٹرس، 1992ء
6۔ امیر خسرو، دیوانِ کامل، تہران: بین الحرمین پبلیشرز، 1907ء
7۔ ایلیا، جون، شاید، کراچی: ایلیا اکادمی، 1991ء
8۔ تصدق حسین، سید، لغات کشوری، لکھنؤ: نول کشور پریس، 1964ء
9۔ جواد حسن، رضوی، مختصر اردو لغت، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء
10۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، اصنافِ ادب، لاہور: سنگت پبلشرز، 2012ء
11۔ حنظلہ بادغیسی، قطعات، الہ آباد: الہ آباد پریس خانہ، 1962ء
12۔ رام بابو سکسینہ، تاریخ ادب اردو، لکھنؤ: 1552ء
13۔ رشید حسن، خان، کلاسکی ادب کی فرہنگ، جلد اوّل، دہلی: ثمر آفسٹ، 2013ء
14۔ رضازادہ شفق، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات، دہلی: ترقی اردو بیورو، 1987ء
15۔ سرسوتی سرن کیف، فرہنگ ادب، دہلی: اے۔ کے آفسٹ، 2004ء
16۔ سعد حسن، خان، مولانا، المنجد، الہ آباد: مکتبہ مصطفائیہ، 1974ء
17۔ شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ، اسلام آباد: عمیر پبلیشرز، 1995ء
18۔ شمیم احمد، ڈاکٹر، ورس ابلاغ، دہلی: میکاف آفسٹ پریش، 1997ء
19۔ غلام حسین، شیخ، فرہنگِ فارسی امروز، تہران: دانش گاہ، 1981ء
20۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شاعرے کا فنی ارتقاء، دہلی: عقیف آفسٹ پرنٹرس، 2008ء
21۔ فیض احمد، فیض، دست صبا، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، 1986ء

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

22۔ قلی قطب شاہ،انتخابِ کلام قلی قطب شاہ،اترپردیش:اردواکیڈمی،1989ء
23۔ کاظمی،ناصر،برگ نے،دہلی:شان ہند پبلی کیشن،1990ء
24۔ محسن،نقوی،برگ صحرا،لاہور:ماورابکس،1985ء
25۔ محمد زکریا،خواجہ،اردو کی قدیم اصنافِ شعر،لاہور:لاہوراکیڈمی،سال اشاعت(ن م)
26۔ محمد نجم الغنی،مولوی،بحرالفصاحت،جلداوّل،لاہور:مقبول اکیڈمی،1988ء
27۔ مصلح الدین،شیخ،سعدی،قطعات سعدی،دہلی:غالب اکیڈمی،1963ء
28۔ نصیرالدین ہاشمی،دکن میں اردو،لکھنؤ:اردو نسیم بک ڈپو،سالِ اشاعت(ن م)
29۔ نورالحسن،نیر،نورالغات،اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن،1989ء